سے بے نیاز ہو سکیں گے۔ جو کچھ ہم فی الواقع ہیں، اس کو پوری طور پر جاننے اور سمجھنے کے لیے یہ ضروری ہے کہ اس کش مکش میں نہ پڑیں کہ ہم جو کچھ نہیں ہیں وہ بن جانے کی کوشش کریں۔ تعلیم میں نصب العین کی کوئی جگہ نہیں ہے، کیونکہ اس سے حال کو سمجھنے میں خلل پڑتا ہے۔ دراصل حال سے ہم اسی وقت واقف ہو سکتے ہیں۔ جب مستقبل میں پناہ نہ لیں۔ ہر دم آئندہ کی جستجو میں ہوائی گھوڑے دوڑانا اور کسی خیالی معیار کے درپے ہو جانا کند ذہنی کی علامت اور حال سے گریز کرنا ہے۔

کیا ایک تیار شدہ خیالی معراج کے پھیر میں پڑنے کے یہ معنی نہیں ہوتے کہ ہم انسان کی آزادی اور اس کی شخصیت کی تکمیل کے منافی ہیں؟ جب ہم کسی نصب العین یا کسی خیالی نمونہ کی طرف قدم بڑھاتے ہیں، یا جب ہم آئندہ ترقی کا کوئی نسخہ تیار کرتے ہیں، تو کیا ہم اپنی زندگی کو محض سطحی طور پر نہیں چلاتے اور کٹھ پتلی کی طرح نہیں نچاتے؟ ہمیں مکمل شخصیت رکھنے والے ایسے انسان چاہییں، جو دانش مند اور آزاد خیال ہوں، نہ کہ جو بیٹھے بیٹھے خیالی پلاؤ پکائیں اور ذہن و دماغ کو کلوں کی طرح گھمایا اور چلایا کریں۔ موجودہ کیفیت کو نظر انداز کر کے اور ایک خیالی مکمل سوسائٹی کا خاکہ کھینچ کر اس پر بحث و حجت کرنا محض اوقات ضائع کرنا اور خون خرابہ میں گرفتار ہو جانا ہے۔ اگر انسان در حقیقت مشین یا کٹھ پتلی ہوتے تو البتہ ان کے مستقبل کی پیش بندی ممکن ہوتی اور ایک مکمل خیالی معراج کا خاکہ تیار کیا

جا سکتا۔ تب تو البتہ آئندہ سوسائٹی کا نقشہ سمجھ بوجھ کر تیار کر کے اس کو عملی جامہ پہنانے کی فکر کچھ معنی رکھتی لیکن بنی نوع انسان مشین نہیں ہیں کہ کسی خاص نمونہ کے مطابق ان کو بنا کر نصب کر سکیں۔

حال اور مستقبل کے درمیان وسیع خلا ہے۔ دوران زمانہ میں مختلف قسم کے اثرات کا ہم پر عمل ہوتا رہتا ہے۔ گو ہمارا منشا و مقصد کتنا ہی صحیح کیوں نہ ہو، لیکن آئندہ دور پر حال کو قربان کر کے ہم غلط طریقے اختیار کر لیتے ہیں۔ دراصل صحیح ذرائع سے ہی صحیح مقصد کا حصول ممکن ہے۔ علاوہ بریں ہم کون ہیں کہ اس کا فیصلہ کریں کہ انسان کو کیا اور کیسا ہونا چاہیے؟ ہمیں کیا حق ہے کہ نوع انسان کو ہم ایسے سانچے میں ڈھالنے کی فکر میں رہیں جس کو ہم نے کسی کتاب میں پڑھ کر سیکھ لیا ہو، یا جسے ہم نے اپنے ذاتی حوصلہ یا اپنی امید و بیم کے مطابق تیار کیا ہو۔ صحیح قسم کی تعلیم کو کسی نظریہ سے تعلق و سروکار نہیں، چاہے وہ نظریہ آئندہ معراجِ ترقی کی کتنی ہی امید کیوں نہ دلائے۔ نہ صحیح تعلیم کی بنیاد کسی نظام یا دستور العمل پر رکھی جا سکتی ہے، خواہ وہ کتنی ہی دماغ سوزی سے کیوں نہ مرتب کیا گیا ہو۔ صحیح تعلیم انسانوں کو کسی خاص وضع پر ساخت کرنے کا ذریعہ نہیں بنائی جا سکتی۔ در اصل تعلیم کا مدعا یہ ہے کہ انسان میں آزادی اور پختہ کاری پیدا ہو اور نیکی و شفقت کی آب و ہوا میں پھلیں پھولیں۔ اسی طرز کی تعلیم سے ہمیں دل چسپی ہونی چاہیے، نہ یہ کہ کسی مخصوص نمونہ پر بچّے ڈھالے جائیں۔ ایسا